© rasailojaraid.com

دل کی بات

"دینی مدارس .... دہشت گردی کے مراکز" الزام یا حقیقت؟

ہمارے حکمران آجکل دینی مدارس کے خلاف بہت برہم ہیں۔ وہ ملک میں ہونے والی فرقہ وارانہ دہشت گردی اور قتل وغارت گری کی تمام تر ذمہ داری پاکستان کے دینی مدارس پر عائد کر رہے ہیں۔ بعض وزراء کے بیانات سے دینی مدارس کو بند کرنے کا عندیہ بھی ملتا ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ اعیانِ حکومت موجودہ دہشت گردی کے اسباب و علل پر غور کرنے اور اسے ختم کرنے کی بجائے دینی مدارس پر اپنا غصہ نکال رہے ہیں۔ یہ طرزِ عمل حکومت کی بوکھلاہٹ اور ناکامی کے اعتراف کے غماز ہے۔

ہم انہی صفحات میں بارہا لکھ چکے ہیں کہ پاکستان میں فرقہ وارانہ کشیدگی کا اصل سبب انقلاب ایران کے توسیع پسندانہ عزائم ہیں۔ ایرانی انقلاب خالصتاً شیعی انقلاب تھا۔ جسے ایرانی قیادت نے نہ صرف پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام پر مسلّط کرنے کی کوشش کی۔ پاکستان اس کا خصوصی ہدف بنا۔ یہاں اہل تشیع کو ایران نے ہر ممکن تعاون اور امداد سے نوازا اور پھر ہماری حکومتیں ہمیشہ ایرانی دباؤ میں رہیں اور اہل تشیع کو ہمہ قسم کے تحفظات اور فوائد بہم پہنچاتی رہیں۔ نتیجۃً اہل سنت میں اپنے حقوق کے عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوا جو فطری تھا۔

آج جس صورت حال سے ہم دوچار ہیں اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہی عائد ہوتی ہے۔ فرقہ وارانہ قتل وغارت گری کے کسی ایک بھی واقعہ میں ملوث کسی مجرم کو سزا نہیں ملی۔ اسی کے ردّ عمل میں مسلح جدوجہد اور خود انتقامی کا جذبہ پیدا ہوا۔

دینی مدارس جو بنی ضروریات لوگوں سے زکواۃ و صدقات اور خیرات و عطیات مانگ کر پوری کرتے ہیں وہ دہشت گردی جیسے بڑے اور سنگین جرم کے مرتکب نہیں ہوسکتے۔ اگر حکومتی دعویٰ کے مطابق کوئی ادارہ ایسی سرگرمیوں میں ملوث ہے تو اس نے دینی مدرسہ کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ وہ دینی مدرسہ نہیں ہے۔

جن مراکز میں اسلحہ کے ذخائر اور مسلح افراد موجود ہیں حکومت وہاں داخل ہونے سے قاصر اور خوفزدہ ہے خصوصاً ٹھوکر نیاز بیگ کا مرکز علی الاعلان حکومت کے لئے چیلنج بنا ہوا ہے۔ جامعہ المنتظر لاہور پر پولیس کے گرینڈ آپریشن کے نتیجے میں جو کچھ برآمد ہوا وہ حکومت کی سبکی کا باعث بنا۔ یہ سوال بھی انتظامی حلقوں میں گردش کر رہا ہے کہ آپریشن کی پیشگی اطلاع وہاں کس نے پہنچائی؟

حکومت دینی مدارس پر یلغار کرنے کی بجائے موجودہ دہشت گردی میں ملوث متحارب گروپوں سے مذاکرات کرکے انہیں اپنے اپنے حقوق کے اندر رہنے کا پابند کرے۔ اپنی غیر جانبداری کا ثبوت دے اور کسی بیرونی دباؤ کو قبول نہ کرے۔ اس سلسلہ میں ملک کی تمام دینی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر سخت اقدامات کرے۔ اپنے ملک کے حالات اور مختلف مسالک کی عددی حیثیت کے مطابق ایک ضابطہ اخلاق مرتب کرے اور اس پر فریقین کے دستخط کرائے۔ خصوصاً پاکستان میں اہل تشیع کو وہی حقوق حاصل ہوں جو ایران میں اہل سنت کو حاصل ہیں۔ اگر حکومت ایسا کرنے میں کامیاب ہوجاتی ہے تو ہم سمجھتے ہیں ملک میں یقیناً امن قائم ہوجائے گا۔

باقی رہی مدارس بند کرنے کی حکومتی خواہش تو یہ کبھی پوری نہیں ہوسکتی ہے۔ برصغیر میں انگریزی حکومت کا خاتمہ تو ہو گیا مگر دینی مدارس کو بند کرنے کی خواہش پوری نہ ہوسکی۔ یہ مدارس دین کے قلعے ہیں مدارس کے خلاف

© rasailojaraid.com